AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نصرت صدیقی کی کتاب ”متاعِ درد“ کا حسّیاتی مطالعہ

NUSRAT SIDDIQUI KI KITAB MATA-E-DARD KA HISSYATI MUTALA

اشتیاق حسین

پی ایچ ڈی اردو سکالرز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ڈاکٹر ماجد مشتاق

اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Ishtiaq Hussain
Phd scholar, GC University Faisalabad
Dr Majid Mushtaq
Assistant Professor, GC University Faisalabad

Abstract

Nusrat Siddiqui is a unique poet who has created a lot deep and feeling full ghazals and every kind of literature for the readers alive he wrote the stanza's based on feeling related to the sense of human body is poetry explode the sense of saying smelling touching hearing and taste this is what the criteria he has designed to draw a brief for the readers in his poetry knows that all the sense of that can be utilised in stanza has he has observed the limits of player oriented leadership in his poetry.

Key words: Sensation, Poetry, Nusrat Siddiqui, Smell, Touch, Taste, Hear, Seeing

خلاصہ

نصرت صدیقی ایک منفرد شاعر ہیں جنھوں نے بہت گہرائی اور احساس سے بھرپور غزلیں تخلیق کیں اور قارئین کے لیے ہر طرح کا ادب زندہ دلانھوں نے تحریر کیا جس کی بنیاد انسانی جسم کے احساس سے جڑی ہوئی شاعری ہے جو کہ کہنے کی خوشبو کو چھونے والی سماعتوں اور احساس پر مبنی ہے۔ ذائقہ یہ ہے کہ اس نے اپنی شاعری میں قارئین کے لیے اختصار کے لیے جو پیمانہ وضع کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ بند میں اس کے تمام احساس کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ ان کی شاعری میں حسیات پر مبنی تجربات کی عکاسی موجود ہے۔

کُل کائنات میں قدرت نے جس بنیادی صفت سے انسان کو نوازا ہے وہ شعور ہے۔ شعور کے یہاں معنی سمجھ اور اس کے متعلقات سے مملو ہیں۔ حواسِ خمسہ شعور کے کارآمد ہونے میں اوّلیت اور مرکزیت رکھتے ہیں۔ یعنی اگر انسانی حواس اپنی توانائی سے بے بہرہ ہیں تو ان کے نتائج، دماغ کے لیے پیدا کرنا بے حد مشکل ہیں۔ سبب یہ ہے کہ دماغ دی گئی معلومات کا تجزیہ کرنے کے بعد ادراکی سطح پر پرکھتا ہے۔ یوں تجربے کی حقیقت شعوری کاوش سے منسلک ہو کر اپنی گنجائش دماغ میں پیدا کرتی ہے۔ ظاہر ہے اس سارے عمل کی یقینی حالت کے لیے حواس کا ہونا ازحد لازم ہے۔ حواس کے بغیر مشاہدات کا امکان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر یہ عمل کسی شاعر کے سامنے ہو تو اس شعوری منظر نامہ حسّیات کو بروئے کار لا کر سامعین و قارئین کے سامنے وہ تصویر پیش کرتا ہے جن کو اس کے حواسِ خمسہ نے تعبیر کیا ہوتا ہے اور اس کے ادراک نے تشکیلی سانچہ عطا کر دیا ہوتا ہے۔ شاعری احساس سے مزین شے ہے۔ تو لازم

آتا ہے کہ جانا جائے حِس (Sense) کیا ہے؟

یہ لفظ انگریزی زبان جس متنوع حالت میں ہے اس پر ایک نظر:

"Sensation, sensational, sensationalism, sensible, sensitive, sensitivity, sensitionalism, sensitize, sensitization, sensory, sensual."(1)

ایک اور ڈکشنری کے مطابق ملاحظہ ہو:

"Sense (sens) n-the power by which we see, haear, feel , smell, or taste………"(2)

. یہ وہ الفاظ ہیں جو ان سارے حواس کی مختلف اشکال کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ دراصل حواسِ خمسہ انسانی ادراک کی معاونت کن بنیادوں پر اور کس طریقے سے کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ حسّیاتی مطالعہ ہے۔ ڈاکٹر رفیق جعفر لکھتے ہیں:

"دور اور نزدیک پھیلی تمام اشیا کو ہم اُن کی کیفیات اور خواص کے سبب جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اشیا کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اشیا کو جاننے کا یہ عمل اعضائے حواس (Sense Organs) کی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔"(۳)

عربی اردو لغت "القاموس الوحید" کے مطابق حِس کیا ہے ملاحظہ ہو:

"الحِس، آہٹ، ہلکی آواز حواسِ خمسہ کے ذریعے پیدا ہونے والی آواز ادراک، شعور، احساس کھیتی کو تباہ کر دینے والی سردی، زچہ عورت کو ہونے والا درد، بخار کا ابتدائی اثر "الحِس": احساس، شعور، حیلا۔"(۴)

اردو کی اب تک بحث اس بات پر آچکی ہے کہ حس کیا ہے، یہ کس طرح عمل پذیر ہو کر انسانی شعور کی معاونت کرتے ہوئے ادراکی سطح پر مشاہدے کے نتائج کو سامنے لاتی ہے۔ Perception ادراک دراصل دی گئی معلومات کا تجزیہ ہے جس کی بنیاد پر کسی پرانے تجربے کی روشنی میں شے کی پرکھ کی جاتی ہے۔ بہر حال اس سارے عمل کی ابتدا خارجی شواہد یعنی Senses حواسِ خمسہ سے ہوتی ہے۔ داخلی سطح یعنی تجربہ کے ساتھ Perception کا عمل آمادہ ہوتا ہے۔ سادہ ترین الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے۔ حواس کے ذریعے معلوماتی سطح تک مشاہدہ جس سلیقگی سے ممکن ہوتا ہے، اُسے Perception یا ادراک کا حسّیاتی محرکات کی تفہیم و تعبیر سے جانا جاتا ہے۔

یہ سارا عمل اگر شاعر کے سامنے ہو تو وہ تجرباتی فضا کو نئے آہنگ کے ساتھ عمل آمادہ کرتا ہے۔ تاکہ کینوس میں نیا رنگ نئے انداز سے لگ جائے اور رنگا رنگی پھیل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ:

"شاعر ایک طرف ایک طفلِ معصوم ہوتا ہے جو اپنی حسی تجربوں کی بنیاد پر دنیا کی ترجمانی کرتا ہے اور دوسری طرف صاحب کشف و کرامات ہوتا ہے جس کے سامنے چیزیں روایتی لباس اتار کر اصلیت میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔"(۵)

حسّیاتی شاعری کا میلان اس وقت عمل پذیر ہوتا ہے۔ جب شاعر خارجی مشاہدات کو زینتِ شعر کرتا ہے اور قارئین اور سامعین اپنے ادراکی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تصویر سے اشیا کو متشکل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ شاعر خود بھی اسی تجربے کی بنیاد پر اپنی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے۔

شاعر اپنے تجربات کو جس سلیقے سے پیش کرتا ہے اُس میں بصری، سمعی، شامہ، ذائقہ، لامسہ حسیات کا ظہور قوی ممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ شاعر معاشرے سے اخذ شدہ خیالات کو زیبِ شعر کرتا ہے تو قاری حظ اٹھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ شعر کس حسی تجربے سے مملو ہے۔

اس سلسلے میں نصرت صدیقی کی کتاب "متاعِ درد" کا حسیّاتی مطالعہ سامنے ہے۔ یہ کتاب ۲۰۲۰ء میں مثال پبلشرز فیصل آباد سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب نعت، غزل، آزاد نظم اور قطعات جیسی اصنافِ سخن سے مکمل ہے۔ اس میں نصرت صدیقی کے ان تجربات کو جگہ ملی ہے جو حسّیات کے تناظر میں موجود ہیں:

آنکھ جب آنسوؤں سے بھر جائے
کوئی پھر بھی اگر نظر آئے؟(۶)

اس شعر میں بصری حِس سے ایک منظر کی تکمیل کی گئی لیکن ساتھ ساتھ ایک ایبسٹریکشن کو بھی تصویری حالت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ غم کی تصویر میں آنسو کا چھلکنا اور آنکھ بصارت سے کم استفادہ لینا، اس شعر کی جزئیات ہیں۔ یعنی محبت میں پسندیدہ شخص کا ہجر اور بھری ہوئی آنکھ دراصل باطن کی آنکھ سے اس پسندیدہ شخص کا امیج بنا رہی ہے جو آنکھ میں پھیلے ہوئے پانی سے منہدم یا معدوم ہو رہی تھی۔ کچھ اور اشعار:

جو فرازِ نظر سے گر جائیں
شاذونادر ہی وہ سنبھلتے ہیں(۷)

پھر مری پلکوں پہ تارے چمکے
پھر اُجالوں کا سفر یاد آیا(۸)

ایک اِک بولتی تصویر
کوئی دیکھے تو التزام مرا(۹)

یہ بھی کچھ کم نہیں ہے میرے لیے
آپ نے سُن لیا کلام مرا(۱۰)

اُن کی آنکھوں کی ساری گہرائی
مرے اشعار میں نہیں آئی(۱۱)

میں دیدہ ور ہوں کس کام کی یہ دیدہ وری
ترا جمال مجھے دعوتِ نظر بھی نہ دے(۱۲)

دل کا آئینہ صاف کر کے دیکھ

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آدمی کتنا خوب صورت ہے[۱۳]

مجھ کو دکھلاتا ہے دوری یہ بھی تیری صورت
دیدۂ دل کاترے ہجر میں وا ہو جانا[۱۴]

اے صبحِ طرب آ مری آنکھوں میں سما جا
مغموم نہ کر جائیں تجھے شام کے منظر
تاحدِ نظر تو ہی تو دیتا ہے دکھائی
دیکھوں تجھے پستی کہ بلندی سے اتر کر[۱۵]

اُن کو جی بھر کے بھی نہ دیکھ سکے
یہ شرافت بھی کیا شرافت ہے[۱۶]

تو پاس بھی اتنا کہ تجھے دیکھ نہ پاؤں
تو دور بھی اتنا کہ مری سوچ سے باہر[۱۷]

اسے نزدیک پا کر خوش ہو نصرت
اگرچہ امتحاں یہ بھی کڑا ہے[۱۸]

مرے بدن میں سمندر سا ٹھاٹھیں مارتا ہے
میں جب نظارۂ ماہِ تمام کرتا ہوں[۱۹]

کسی نے دیکھا نہیں کون ہے نشانے پر
کسی نے سوچا نہیں گولیاں چلاتے ہوئے[۲۰]

آج رہزن دکھائی دیتے ہیں
کل جو لگتے تھے رہنماؤں سے[۲۱]

نفسا نفسی ہے جدھر دیکھیے نفسا نفسی
یہ نشانی تو مری جان قیامت کی ہے[22]

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

میں نے دیکھا ہے وہ بے مثل کتابی چہرہ
مصحفِ یار کی جی بھر تلاوت کی ہے(23)

میں ترا آئینہ ہوں ، بن ٹھن کر
دیکھ اور دیکھ بار بار مجھے
پھر تو میں دیکھتا رہا خود کو
اُس نے دیکھا تھا ایک بار مجھے(۲۴)

سارے جہاں کو کر دیا جس نے لہو لہو
وہ بھیڑیا جو دیکھنے میں آدمی بھی ہے(۲۵)

نظم ''رفاقت'' کا اقتباس ملاحظہ ہو:

زندگی --- تو دکھائی دیتا ہے
موت --- لیکن نظر نہیں آتی(۲۶)

ڈور ہے اس کے ہاتھ میں اپنی
خواب میں بھی جسے نہیں دیکھا(۲۷)

شاعر کا وجود جب منظر کی روح سے منسلک ہو جاتا ہے تو باصرہ قوت باطنی اور ظاہری طور پر اپنے پیچیدہ عمل سے گزر رہی ہوتی ہے جہاں فہم اور ادراک کی ابتدائی حالتیں دماغ میں موجود گزشتہ تجربات کی چھان پھٹک کر کے مشاہدے کی حقیقی تجرباتی تصویر کو مکمل کرتے ہیں۔

باصرہ قوت وہ واحد حِس ہے جس کے لیے آنکھ کا ہونا لازم نہیں ہے۔ بہ نسبت اس حس کے اگر ناک نہ ہو، ہاتھ نہ ہو، زبان نہ ہو، کان نہ ہو تو باقی مانند حواس اپنے اعضا(Organs) کی غیر موجودگی میں بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر تخیلاتی فضا کی تصویریں بھی با آسانی بنا پاتا ہے۔

خارجی شواہد کو داخلی سطح پر یکساں رکھنا اور ادراک کی امداد سے تعینِ تجربہ کرنا ایک مشکل اور پیچیدہ عمل ہے جسے تخلیق کار نبھا سکتا ہے۔ نصرت صدیقی کی شاعری میں حسِ سماعت کا اظہار:

سُنتا ہوں میرا جزوِ بدن تو بھی تھا کبھی
پسلی کے پاس پھر تو خلا ہونا چاہیے(۲۸)

نوحۂ وقت تھی غزل میری
گانے والوں نے یوں نہیں گائی(۲۹)

شعر سننا ثواب ہے نصرت
شعر کہنا اگر عبادت ہے(۳۰)

سفیر امن وسکوں ہیں ہماری بات سنو
پرندے ہم سے یہ کہتے ہیں چہچہاتے ہوئے(۳۱)

ہم تن ہوں گوش بر آواز
منتظر ہوں کبھی پکار مجھے
رنگ بے رنگ ہو گئے نغمے
راگ بے تال ہو گئے میرے(۳۲)

بُرا سُنا تو جواباً نہیں کہا ویسا
یہ سچ نہیں کہ مجھے اشتعال آیا نہیں(۳۳)

آج تشنہ لب لبوں کی سُن لے
آج تو ایک سا جل تھل کر دے(۳۴)

ایک ”نظم میثاقِ محبت“ سے اقتباس ملاحظہ ہو:

میثاقِ محبت کی حُرمت کا تقاضا ہے
لکھے پڑھے لفظوں کو بھولا نہ کبھی جائے
وہ ذہن پہ کندہ ہوں
یا لوحِ سماعت پر
یا دل کے صحیفے پر
تکریم کے لائق ہیں(۳۵)

قوتِ سماعت کے حوالے سے نصرت صدیقی کے تخیل نے محولہ بالا اشعار سے اپنی حسّی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ پروفیسر عبدالحئی کی رائے ملاحظہ ہو:

”حواس ہی سے ہم پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہم کس قسم کے ماحول میں رہ رہے ہیں اور یہ ماحول کس طرح لحہ بہ لحہ تبدیل ہوتا جاتا ہے اور انھی کی وجہ سے ہم روزمرہ کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہیں اوران کے بغیر نہ سماجی تعلقات ممکن ہیں اور نہ ماحول کی مطابقت۔“(۳۶)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

انسانی حواسِ خمسہ بہ یک وقت کئی انتظامی امور کو مشاہداتی حالت میں منتقل کرتے ہیں اور یہ سارا نظام اتنا مربوط ہوتا ہے کہ تمام حواس ایک مشترکہ حِسی نظام طے کرتے ہیں۔ پھر باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ کی کارگزاری کا تجزیہ اسی مشترکہ حِسی نظام کے تحت ہوتا ہے اور دماغ اسی مشترکہ حِسی کی بدولت دی گئی معلومات کو یقینی حالت میں تبدیل کرتا ہے یعنی وہ باصرہ حِس کا کام ہے تو مشترکہ حِسی نظام باصرہ کے انتظامی امور کو مستعد کر دیتا ہے؛ لامسہ کا ہے؛ ذائقہ کا ہے؛ تمام حواس کا ہے؛ اس کی کارگزاری اسی اصول کے تحت عمل آمادہ ہوتی ہے۔

نصرت صدیقی کی ''متاعِ درد'' سے حسِ لامسہ کی تشکیلی شعری نمائندگی ملاحظہ ہو:

ہاتھ سے ہاتھ بس ملائے رکھ
مجھ کو درکار ہے توانائی(۳۷)

وہ خریدار نے مسل ڈالی
جو کلی شاخ پر نہ مرجھائی(۳۸)

کوئی ہاتھوں سے کوئی پیروں سے
پھول کو ہر کوئی مسلتا ہے(39)

ہم نے ہی تراشا تھا جنھیں ہاتھ سے اپنے
ہم سے ہی نہیں بولتے اصنام ہمارے(40)

محولہ بالا اشعار میں نصرت صدیقی تخلیقی سطح پر جس قدر مہارت سے شعر خلق کر رہے ہیں اس میں لمس کے مختلف زاویوں سے اشعار لکھے گئے ہیں۔

نصرت صدیقی کی شاعری سے حِسِ شامہ کے اشعار ملاحظہ ہوں:

مہکی مہکی ہوائیں چلتی ہیں
شہر میں گل رخوں کا کال نہیں(42)

آؤ ماحول معُطّر کر لیں
میں تجھے تو مجھے صندل کر دے(۴۳)

حِسِ قوتِ ذائقہ کے حوالے سے نصرت صدیقی کی کتاب سے نظم کا اقتباس ملاحظہ ہو:

میں نے کہتے سُنا ہے لوگوں کو
بھوک سے صرف
وہ ہی مرتے ہیں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کل کی جو
فکر نہیں کرتے ہیں
میں نے فردا کے خوف سے
ڈر کر
رزق تھوڑا سا بچا رکھا ہے
لیکن
یہ سوچ کر پریشاں ہوں
یہ توکل کے منافی تو نہیں (۴۴)

آخر پر نصرت صدیقی کی نظم جس میں انھوں نے حواس کے حوالے سے لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

نہ تو مظلوم ہی نظر آئے
نہ ہی ظالم کبھی دکھائی دیے
نہ ہی چیخیں سُنائی پڑتی ہیں
سسکیاں بے نوا یتیموں کی!
دُنیا اندھی ہے
دُنیا بہری ہے
دُنیا بہری ہے
دُنیا گونگی ہے
دُنیا بے حِس ہے (۴۵)

انسانی حواسِ خمسہ کو شاعر نے شعری پیکر میں بدلہ اور اپنی حِسّیات کو بروئے کار لا کر تصورات کی تصویری حالتیں بنائی ہیں جو کہ قارئین کے لیے حظ اٹھانے کا موجب ہیں، لیکن موجودہ عہد انسانی ذہانت کا معیار بدلتا چلا جا رہا ہے اور دماغ کا اپنی کارگزاری میں اعضائے حواس کے ساتھ کس سطح پر تعلق ہے اور حواس دماغ کے پیغام کو کن بنیادوں پر عمل پذیر کرتے ہیں۔ ان کی ضرورت ہے کہ موجودہ قاری کے لیے محض حواسِ خمسہ سے جڑے ہوئے اشعار اثر انگیزی کا سبب نہیں ہیں۔ طبیعت اس پھسپھسے عمل سے آگے چلی گئی ہے اور شاعر کی عمیق نگاہی اگر نہیں ہے تو وہ محض شعر لکھ رہا ہے گہرائی نہیں ہے۔ اس حوالے سے قاری میں بے زار کیفیت جنم لے گی۔ چیزوں کا گہرائی میں مطالعہ مشاہدے کی انتہا طلب کرتا ہے۔ جس کے لیے قاری اور شاعر دونوں کو مشقت کرنا ہو گی۔ جان لاگ کی تھیوری سے وابستگی ضروری اس تصور کو سمجھنے کے لیے جان لاک کے مضمون "Essay Concerning Human Understanding" میں پرائمری صفت اور سیکنڈری صفت کے حوالے سے بات کی ہے۔ کسی بھی چیز کی پرائمری خوبی یہ ہے۔ وہ آزاد ہو اُس میں اس کی مثال پیش کرتا ہے:

"Solidity, extention, Figure, and mobility."(46)

پرائمری خوبی کا ذکر اس لیے کہا گیا ہے کہ دیکھنے والا کسی بھی چیز کی جسامت نمبر، پھیلاؤ، تحرک کو حِسّیاتی سطح پر نہیں پرکھتا بلکہ یہ پہلے سے طے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شدہ حالت ہے۔یعنی مذکورہ حالات کوSenseنہیں کیا جاسکتا۔یہ حقائق ہیں۔

جب کہ سیکنڈری صفت یہ ہے کہ جس میںSensesحِسّیاتی فضا میں سے گزر کر جواب تک پہنچتی ہیں۔پھر وہ چاہے سونگھنا ہو،چکھنا ہو، چھونا ہو،سننا یا دیکھنا یہ سب تجزیے ہیں۔لیکن حقائق اپنی اصلی حالت میں پہلے سے موجود ہیں۔سیکنڈری صفت دماغ سے منسلک ہے۔یعنی پہلے معلومات دماغ تک جاتی ہیں۔پھر دماغ اس تجرباتی مشاہداتی پیغام کو جواب دیتا ہے۔ثابت ہوا کہ دماغ طاقت فراہم کرتا ہے کہ Sensesاپنے کیے گئے عمل کو یقینی بنائیں۔شاعری بھی شاعر کے اسی مشاہداتی پیغام کے وسیلے سے دماغ میں پہنچتی ہے اور دماغ اس کی جوابی کارروائی حِسّیات سطح پر کرتا ہے۔یوں شعر سماعت مائل،بصارت مائل،لمس مائل،ذائقہ اور شامہ کی حِس کے لیے تیار ہوتا ہے اور شعر حِسّیاتی سطح پر تخلیق ہوجاتا ہے۔

حوالہ جات

1. Websters College Dictionary, New York: Random House, 1990, P:1221
2. Carvan Advanced Learner’s Dictionary, Lahore: Carvan, 1998, P:827

۳۔ رفیق جعفر،ڈاکٹر،نفسیات۔۔۔بنیادی موضوعات،لاہور:اردو سائنس بورڈ،۲۰۱۳ء،ص:۱۲۸
۴۔ القاموس الوحید،عربی اردو لغت،کراچی:ادارہ اسلامیات،ص:۱۴۵
۵۔ ہادی حسین،شاعری اور تخیل،لاہور:مجلس ترقی ادب،۱۹۶۶ء،ص:۱۰
۶۔ نصرت صدیقی،متاعِ درد،فیصل آباد:مثال پبلشرز،۲۰۲۰ء،ص:۱۵
۷۔ ایضاً،ص:۲۰
۸۔ ایضاً،ص:۲۲
۹۔ ایضاً،ص:۲۵
۱۰۔ ایضاً،ص:۲۵
۱۱۔ ایضاً،ص:۲۸
۱۲۔ ایضاً،ص:۴۰
۱۳۔ ایضاً،ص:۴۴
۱۴۔ ایضاً،ص:۴۶
۱۵۔ ایضاً،ص:۴۸
۱۶۔ ایضاً،ص:۵۲
۱۷۔ ایضاً،ص:۵۸
۱۸۔ ایضاً،ص:۶۸
۱۹۔ ایضاً،ص:۷۱
۲۰۔ ایضاً،ص:۷۳

۲۱۔ ایضاً، ص:۷۶
22۔ ایضاً، ص:86
23۔ ایضاً، ص:
۲۴۔ ایضاً، ص:۸۹
۲۵۔ ایضاً، ص:۹۵
۲۶۔ ایضاً، ص:۱۲۵
۲۷۔ ایضاً، ص:۱۴۸
۲۸۔ ایضاً، ص:۱۸
۲۹۔ ایضاً، ص:۲۹
۳۰۔ ایضاً، ص:۴۵
۳۱۔ ایضاً، ص:۷۴
۳۲۔ ایضاً، ص:۸۹
۳۳۔ ایضاً، ص:۹۲
۳۴۔ ایضاً، ص:۱۱۵
۳۵۔ ایضاً، ص:۱۲۴
۳۶۔ عبدالحئی، پروفیسر، اصولِ نفسیات، جلد اوّل، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء، ص:۱۷۹
۳۷۔ ایضاً، ص:۳۷
۳۸۔ ایضاً، ص:
39۔ ایضاً، ص:39
40۔ ایضاً، ص:80
41۔ ایضاً، ص:129
42۔ ایضاً، ص:109
۴۳۔ ایضاً، ص:۱۱۵
۴۴۔ ایضاً، ص:۱۲۰
۴۵۔ ایضاً، ص:۱۲۲

46. Locke, John, An Essay Concerning Human Understanding Book II: Ideas, Early Modern Text, Jonathan Bannet Retrieved, 23May, 2019